خونی راہیں

مسلم ممالک پر جو قیامتیں برپا ہیں وہ بے سبب نہیں ہیں۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے، جو کچھ اب ہمیں نظر آرہا ہے وہ ایک تسلسل کا ایک سلسلہ ہے یہ جو طالبان، القائدہ، داعش، خراسانی، اور النصر، وغیرہ کے گروپوں کی شکلوں میں جو طوفان نظر آرہے ہیں یہ ان کی ابتدائی اشکال ہیں۔ ایسے ابھی کئی خوفناک گروپ بنتے جائیں گے اور آپس میں ذم ہوتے جائیں گے۔ کسی کو ان کے اصل مرکز کا پتہ نہیں چل سکے گا۔ دُنیا والے صرف ان کے اندازوں سے اندازے ہی لگائیں گے۔ سب سے پہلے یہ طوفان مسلم دُنیا کو ہی اپنی لپیٹ میں لیں گے، کیونکہ ہر مسلمان اپنے مذہب کو ریاست سے پہلے مانتا ہے، اور تقوے کی حد سے آگے تک چلا جاتا ہے۔ میرے مطابق ریاست کا تعلق مذہب سے نہیں ہونا چاہیے ہر صورت میں ریاست اولین درجہ رکھتی ہے، مگر مسلمانوں کی گُھٹی میں یہ ڈال دیا گیا ہے کہ مذہب ریاست سے آگے ہے، اور یہی بدقسمتی ہے۔ اسی وجہ سے دُنیا میں جہاں بھی مسلمان رہتے ہیں وہ مشکوک جانے جاتے ہیں، اُن ممالک کے وفادار نہیں سمجھے جاتے۔ حالانکہ ریاست کی اعطات اور وفاداری ہی اسلام کا اہم جزو ہے۔ لیکن مسلمانوں میں یہ روایت ہے ہی نہیں ریاست کی کوئی حثیت ہی نہیں مانتے، چودہ سو سال سے مذہبی جنونیت کا دور دورا ہے۔ نوے پچانویں فی صد مذہبی فرقہ بندی کے نام پر ایک دوسرے کا قتل کر رہے ہیں۔ طالبان اسلام کے نام پر اپنے مسلمانوں کا قتل کرتے ہیں، سُنی شیعہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں خون بہائے چلے جا رہے ہیں ثواب کی خاطر۔ گویہ کہ تمام کے تمام فرقے صدیوں در صدیوں سے ایک دوسرے کے خون میں نہا رہے ہیں۔ یہ سلسلہ کوئی آج کل کا نہیں۔ ایک دوسرے کے سکول مسجدیں مقبرے تباہ کریں تو کوئی بات نہیں، اگر ڈرون حملے سے انتہاپسند مارا جائیں تو ملین لوگ سڑکوں پر نکل آتے ہیں۔ یہ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے، اس کے لیے ذرا تاریخ میں جانا ہو گا۔ بدقسمتی سے ہم لوگ تاریخ کم پڑھتے ہیں۔ اگر تاریخ میں دلچسپی ہوتی تو آج شائید یہ حالت بھی نہ ہوتی۔ مُلا مولوی ذاکر کی ہر بات آنکھیں بند کر کے نہ مان رہے ہوتے۔ اور نہ ہی سادگی سے ہر الزام امریکہ یا مغربی دُنیا پر لگا رہے ہوتے، ہر کوئی بات بات پر یہ بھی نہ کہہ رہا ہوتا، یہ یہود وہنود کی سازشیں مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ خود مسلمانوں کی تاریخ خون سے رنگی ہوئی ہے۔ چار خلفائے راشدین میں تین کو اسلام کے نام پر قتل کیا گیا تھا۔ خاندان رسالت کا بڑی بے دردی سے قتل عام کیا گیا تھا۔ کئی اسلامی تاریخ کی کتب میں یہ بھی آتا ہے، (حضورؐ کی سب سے پیاری بیگم جس کا قرآن میں بھی ذکر ہے) کہ امیر معاویہ نے اپنے دربار میں کھڈے کے اوپر قالین بچھایا اور دھوکے سے حضرت عائشہ کو بلوایا جونہی وہ قالین پر پہنچیں تو گہرے کھڈے میں لگے نیزوں پر جا گریں کئی دن تک بے گور کفن نیزوں پر لٹکتی رہیں۔ ایسی تاریخ سے انسان کی روح کانپ اُٹھتی ہے، انتہائی بے دردی سے قتل کیا گیا تھا (بعض اس قتل

کے واقع کی نفی بھی کرتے ہیں) جب بنو عباس کی خلافت وقت آیا تو مسلمانوں نے اطمینان اور سکون کو سانس لیا کہ یہ لوگ خاندان رسالت کے لوگ ہیں۔ قرآن و سنت کے مطابق عمل پیرا ہونگے۔ بنو عباس نے مسلمانوں کو یقین دلایا کہ ہمارے ہاتھوں حدود اللہ قائم ہو گی۔ لیکن حکومت حاصل ہونے کے بعد کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ آغاز میں ہی ظلم اور اندھیر نگری شروع کر دی۔ اُنھوں نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ جو کہا وہ سب کچھ فریب اور دھوکہ تھا۔ بنوامیہ کے دارالحکومت دمشق کو فتح کرنے کے بعد بنو عباس کی فوجوں نے وہاں پر قتل عام شروع کر دیا اور پچاس ہزار سے زائد مسلمان مار دیئے گئے۔ ستر (70) دن تک بنوامیہ کی جامع مسجد گھوڑوں کا اصطبل بنی رہی تھی۔ امیر معاوئیہ سمیت تمام بنی امیہ کی قبریں کھود ڈالیں گئیں۔ ہشام بن عبدالمالک کی لاش قبر سے صحیح سلامت مل گئی تو اس کو کوڑوں سے پیٹا گیا، کئی روز تک اسے سر عام لٹکائے رکھا، پھر اُس کی لاش کو جلا کر اُسکی راکھ ہوا میں اُڑائی گئی۔ بنی اُمیہ کا بچہ بچہ قتل کیا گیا اُن کی تڑپتی لاشوں کو بچھا کر کھانا کھایا گیا، اور بعد میں بن اُمیہ کے لوگوں کو قتل کر کے ان کی لاشوں کو ٹانگوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر اُنھیں سڑکوں پر ڈال دیا گیا، اور کتے اُن کی لاشوں کو بھنبھوڑتے رہے۔ یہی کچھ بنی اُمیہ کے ساتھ مکہ اور مدینہ میں ہوا۔ سفاح (بنو عباس کا پہلا خلیفہ) کے خلاف موصل میں بغاوت ہوئی تو اس نے اپنے بھائی یحیی کو بغاوت کی سر کوبی کے لیے بھیجا، وہاں پہنچتے ہی یحیی نے اعلان کیا کہ جو شہر کی مسجد میں داخل ہو جائے گا اس کیلئے امان ہے۔ لوگ ہزاروں کی تعداد میں مسجد میں جمع ہو گئے۔ پھر یحیی نے مسجد کے دروازوں پر پہرہ لگا دیا ان سب امان یافتہ پناہ گزینوں کا قتل عام کر دیا گیا۔ تین دن تک موصل میں قتل و غارت کا بازار گرم رکھا گیا۔ یحیی کی فوج میں چار ہزار زنگی (حبشی) تھے۔ وہ سب موصل کی عورتوں پر ٹوٹ پڑے زنا بالجبر کا طوفان برپا کر دیا۔ ایک عورت نے یحیی کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر اسے شرم دلائی کہ تم تو بنی ہاشم میں سے ہو، رسول اللہ کے چچا کی اولاد ہو تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہارے سامنے زنگی (حبشی) سپاہی عرب کی مسلمان عورتوں کی آبروریزی کرتے پھر رہے ہیں۔ برصغیر کے مسلمانوں کا المیہ یہ ہے کہ ان کے سامنے بنو عباس کو ہیرو کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ حالانکہ حکومت عباسیہ کفر و فریب مکاری اور بے وفائی کی حکومت تھی۔ اس میں جتنی قوت **اور** طاقت تھی اس سے کہیں زیادہ حیلہ گیری اور دغابازی تھی۔ اگر آپ گہرائی سے مطالعہ کریں، خصوصا آخری دور میں عباسی خلفا نے فریب اور دغا کو وتیرہ بنالیا تھا۔ مطلق العنان بادشاہ و خلفا عام طور پر حد سے گزرنے والی حرکتیں کیا کرتے تھے۔ بنو عباس کے بہت کم ایسے خلفا تھے، جو اعلیٰ ذاتی اوصاف کے کہئے جا سکتے ہوں۔ اس مختصر مضمون میں ممکن نہیں کہ خاکسار سارے خلفا کی تفصیل بیان کر سکے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا سطور بھی بیان کیا ہے، کہ سب سے پہلے بنو عباسیہ کے خلیفہ کا نام سفاح تھا۔ جس نے بنو اُمیہ کی قبریں اکھڑوائی تھیں اور ہزاروں بے گناوں کو بے وجہ قتل کر دیا **تھا۔ دوسرا** خلیفہ منصور تھا جو ویسے تو بڑی سادگی کا دکھاوا کرتا تھا اور موسیقی کا بڑا دلدادہ تھا۔

لیکن وہ ایک سخت حریص کنجوس، کینہ پرور، اور ظالم انسان تھا۔ اسی خلیفہ نے امام اعظم ابو حنیفہ کو دُرے لگوائے تھے، اور قید میں ڈال کر سخت اذیتیں دی گئی تھیں۔ حتیٰ کہ اُن کا وہیں پر انتقال ہو گیا تھا۔ ایک روایت یہ بھی ہے، کہ خلیفہ منصور کے حکم پر امام صاحب کو ذہر دے کر ہلاک کیا تھا۔ علاوہ ازیں منصور نے بہت سے دوسرے اکابر علما جیسے ابن عجلان اور امام عبدالحمید بن جعفر کو بھی اذیتیں دی گئیں تھیں۔ اس کے شئر سے اپنے وقت کے قطب سفیان ثوری اور عباد بن کثیر بھی محفوظ نہیں رہے۔ اُنھیں بھی قید وبند میں مبتلا رکھا گیا اور ہر طرح کی اذیتوں سے دوچار کیا۔ بڑی بات یہ ہے کہ (ابو مسلم خراسانی) جس نے بنی عباس کی حکومت کی بنیاد رکھی تھی، اُسے بھی غداری اور فریب سے خلیفہ منصور نے قتل کروادیا تھا۔ جھوٹ بول کر امان دینے کے بہانے سے بلا کر قتل کر دیا گیا۔ ابو مسلم خراسانی کو معلوم ہو گیا تھا کہ خلیفہ اسکے در پے آزار ہے، اسی لیے وہ خراسان چلا گیا تھا۔ جہاں پر اسکے حامی بکثرت تھے۔ مگر خلیفہ منصور نے قاصد بھیج کر اسے طلب کیا اور امان دینے کا وعدہ کیا گیا۔ ابو مسلم خراسانی وعدہ پر اعتبار کر کے خلیفہ سے ملنے دربار پہنچ گیا۔ خلیفہ منصور کو اسکے آنے کی خبر ملی تو تمام لوگوں کو اس کے استقبال کا حکم دیا گیا۔ جب ابو مسلم خراسانی اندر گیا، اس نے خلیفہ منصور کی دست بوسی کی خلیفہ نے بڑے احترام کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا، پھر اُسے کہا اپنے خیمے میں جا کر غسل اور آرام کرے، بعد میں ملاقات ہو گی۔ ابو مسلم آرام کرنے چلا گیا دوسری صبح خلیفہ کا قاصد اُسے بلانے آیا، خلیفہ نے یہ انتظام کیا کہ چند مسلح افراد کو پردے کے پیچھے چھپا دیا، اور اُن سے کہہ دیا جو نہی میں اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر ماروں (تالی) تم لوگ فوراً باہر نکل آنا اور ابو مسلم خراسانی کو قتل کر دینا۔ جب ابو مسلم خلیفہ کے سامنے آیا تو منصور نے اس سے پوچھا، عبداللہ بن علی کی تلواریں تمہیں ملی تھیں، وہ کہاں ہیں؟ ابو مسلم خراسانی نے ایک تلوار جو اس کے پاس تھی پیش ہوئے کہا ایک تو یہ ہے۔ خلیفہ منصور نے وہ تلوار لے کر جانماز کے نیچے رکھ لی۔ اس کے بعد ابو مسلم کو ایک ایک الزام دہرا کر ڈانٹنا شروع کر دیا۔ غیر مسلح اور تنہا ابو مسلم ہر الزام میں معذرت پیش کرتا گیا۔ خلیفہ نے اس کے بہت جرم گنوائے، ابو مسلم خراسانی نے کہا اے امیر المومنین میرے جیسے آدمی کو نہ تو ایسی باتیں سنانی چاہیں، اور نہ ہی جرم دھرانے چاہیں۔ اس پر خلیفہ منصور لال پیلا ہو گیا اور کہا، بدبُو دار عورت کے بچے تُو نے یہ سب جرائم کیے ہیں۔ تُجھے جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ ہماری بدولت اور حکومت کے صدقے میں حاصل ہوا ہے۔ ابو مسلم خراسانی نے کہا اے میرے امیر المومنین ان باتوں کو جانیں دیں، میں نے جو کچھ کیا ہے محض اللہ سے ڈر کر کیا تھا۔ خلیفہ منصور نے ہاتھ پے ہاتھ مارا (تالی) اور چُھپے ہوئے مسلح آدمی باہر نکل آئے اور ابو مسلم کو زخم لگانے شروع کر دیئے۔ ابو مسلم خراسانی چلایا اور کہا اۓ امیر المومنین مجھے اپنے دشمنوں کیلئے زندہ رکھیے۔ خلیفہ بولا تُجھ سے زیادہ بڑا دُشمن کون ہو سکتا ہے۔ خلیفہ منصور نے اشارہ کیا اور ابو مسلم کی لاش دری میں لپیٹ دی گئی۔ امان اور پناہ کے باوجود دھوکے سے اسکا قتل کر دیا گیا۔ یہ وہ شخص تھا جس کے متعلق مورخین نے لکھا ہے، کہ اس نے بنو عباس کی خاطر اور انھیں اقتدار دلانے کیلئے، یمن، عراق، ایران، اور دیگر عرب ریاستوں میں، ایک لاکھ ساٹھ ہزار افراد کا خون بہا

دیا تھا۔اس کی تلوار سے مسلم اور غیر مسلم محفوظ نہ رہے۔اس شخص نے بنو عباس کیلئے ہزاروں علما، صوفیا، عابدوں،اور زاہدوں کو موت کے گھاٹ اُتارا تھا۔اس طرح خلافت بنو عباس کے وفادار کا خاتمہ ہوا کہ ایک شخص بھی مدد کرنے کیلئے موجود نہ تھا۔ کہتے ہیں کہ ابو مسلم خراسانی کے باورچیوں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ روزانہ تین من آٹے کی روٹیاں پکتیں ،ایک سو تیس بکرے ذبح ہوتے، بارہ سو جانور صرف اس کے باورچی خانے کا سامان اُٹھانے کیلئے تھے۔ بھیانک ظلم جب واقع ہوتا ہے تو اس کے اثرات فضا میں اُڑ کر کبھی غائب نہیں ہوتے۔ ظلم کے بیج ہوتے ہیں،اور ان بیجوں سے سلسلہ آگے چلتا رہتا ہے ان سے پودے نکلتے ہیں۔ نکیلے کانٹے دار زہریلے پودے اپنے باغبان کو بھی نشانہ بناتے ہیں۔ بنو اُمیہ نے جس ظلم کا آغاز کربلا سے کیا تھا وہ آگے بڑھتا چلا گیا، برداشت صبر سے کبھی کام نہ لیا گیا۔ حجاج بن یوسف نے تو ظلم کی انتہا کر دی تھی۔ اسکے رد عمل میں بنو اُمیہ کے ساتھ بھی وہی کچھ ہوا جو اُنھوں نے بویا تھا۔ بنو عباس کی ایک بُری خصلت یہ تھی کہ وہ پرلے درجے کے عیاش تھے۔ (ان میں بنو اُمیہ کے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز جیسا ایک بھی حکمران پیدا نہ ہوا) اس کے علاوہ وہ وافر جھوٹ اور دغابازی سے کام لیتے تھے، فریب دے کر قتل کرنا ان کے کیلئے معیوب نہ تھا۔ مکافات عمل دیکھیے کہ خلیفہ معتصم باللہ اور پورے خاندان بنو عباس کو (جو ہزاروں کی تعداد میں تھے) اسی طرح دھوکے سے قتل کیا گیا۔ روایت ہے کہ ایک بار خلیفہ منصور کو مکھیوں نے بہت پریشان کیا، خلیفہ نے اپنے پاس موجود شخص مقاتل بن سلیمان سے پوچھا آخر ان مکھیوں کو کیوں پیدا کیا گیا ہے، ان کا کیا فائدہ ہے؟ مقاتل نے جرات مومنانہ سے کام لیتے ہوئے کہا حضور، اللہ نے اُنھیں ظالموں کو ذلیل کرنے کیلئے پیدا کیا ہے۔ خلیفہ منصور شراب خوری نجوم شگون اور خونریزی میں بہت دلچسپی رکھتا تھا۔ خلیفہ المہدی ابن منصور کے بارے میں عام طور پر یہ لکھا جاتا ہے، کہ وہ بہت صحیح العقیدہ اور اچھا مسلمان تھا۔ لیکن انصاف کا یہ عالم تھا، کہ ایک دفعہ ایک بُوڑھے شخص کو زندیق ہونے کے الزام میں اس کے سامنے لایا گیا، خلیفہ المہدی نے اس کے قتل کا ارادہ کیا، لیکن بُوڑھے شخص نے کہا، میں اللہ سے اس گناہ کی معافی مانگتا ہوں، خلیفہ نے اسکی معافی کی درخواست منظور کرلی، جب وہ شخص جانے لگا تو خلیفہ نے ارادہ تبدیل کرلیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ تاریخ بتاتی ہے خلیفہ المہدی شعر بھی کہتا تھا، ایک جگہ اپنے اشعار میں کہتا ہے۔ میری عیش و عشرت اور لذت خوشبو میں بسی کنیزوں، موسیقی اور دُنیا کی مزے دار چیزوں میں ہے۔ لیکن میں شراب کے ساتھ بہتے ہوئے خون کے نظاروں کا بھی شوقین ہوں۔ خلیفہ مہدی نے اپنے بُوڑھے وزیر ابو عبیداللہ کو کہا میں تمہارے فرزند کی دین اسلام سے واقفیت کا امتحان لینا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اس کے بیٹے کو طلب کیا گیا۔ قرآن کے بارے میں کچھ سوالات کیئے، جن کا وہ معقول جواب نہ دے سکا۔ خلیفہ نے بُوڑھے ابو عبیداللہ کو کہا، اچھا اُٹھو اپنے فرزند کو قتل کرو، خلیفہ کا حکم تھا، ابو عبیداللہ اُٹھا مگر گر پڑا اور کانپنے لگا۔ خلیفہ مہدی نے ایک اور شخص کو کہا اور قتل کرنے کا حکم دیا۔ ابو عبیداللہ کے روبرو اُس کے جواں سال بیٹے کو قتل کر دیا گیا۔ خلیفہ مہدی کے دور کا، بشار نامی ایک شاعر کہتا ہے: اۓ لوگو تمھاری خلافت ضائع ہو چکی ہے، اب اللہ کی خلافت ڈھونڈنی

ہو تو بانسری اور طبلے (طنبورے) میں ڈھونڈو۔ یہ ایک مثال تھی خلیفہ مہدی کی لذت پرستی اور موسیقی پسندی کی۔ خلیفہ مہدی کے گزرنے کے بعد خلیفہ ہادی بھی شراب وشباب کا رسیا تھا۔ بلکہ کچھ زیادہ ہی اس طرف راغب تھا، عام طور پر نشے کی حالت میں ہی رہتا تھا۔ روایت ہے کہ اسے اس کی ماں خیزران نے قتل کروادیا تھا۔ وہ بخار کی حالت میں منہ لپیٹ کر لیٹا ہوا تھا، کہ کچھ لوگوں نے ماں کے اشارے پر گلا گھونٹ کر مار دیا۔ خلیفہ ہادی کو امور مملکت سے دلچسپی نہ تھی، تمام معاملات پر اس کی ماں ہی کا حکم چلتا تھا۔ ہارون الرشید اور مامون الرشید بنو عباس کے سب سے اچھے حکمران تھے۔ لیکن حدود اللہ کے معاملے میں ان کا ریکارڈ بھی اچھا نہیں تھا۔ برامکہ کے ساتھ ہارون الرشید کی زیادتی اور ظلم کا کوئی جواز پیش نہیں کیا جا سکتا۔ درمیان میں تھوڑے عرصہ کیلئے الامین کے پاس حکومت آئی تھی۔ امین کا کردار اورنگ زیب کے بھائی دارالشکوہ جیسا ہی تھا۔ الامین کا مامون الرشید نے قتل کر دیا، امین بے حد عیاش حکمران تھا، خونی کھیل میں غرق رہتا تھا۔ حد یہ کہ جب اسکی بدقسمتی کا آغاز ہوا تو وہ مامون الرشید کے خوف سے بغداد چھوڑ کر مارا مارا پھرتا تھا، تب بھی اپنی بُری عادتوں سے توبہ نہ کی۔ ابراہیم بن مہدی سے ایک حقیقی روایت ہے، اس مصیبت کے زمانے میں وہ (یعنی ابراہیم) خلیفہ الامین کے ساتھ منصورہ میں تھا، ایک رات امین نے مجھے بلایا، جب میں اسکے پاس گیا تو اس نے کہا دیکھو کیسی خوبصورت شب ہے، چاند بھی جوبن پر ہے، چاندنی پانی پر جوت جگا رہی ہے، ایسے میں شراب کا دور چلنا چاہیے۔ میں نے کہا جیسے آپکی مرضی، چنانچہ ہم نے جی بھر کے پی، اس کے بعد اس نے اپنی خاص لونڈی ضعف کو بلایا اور اسے گانے کا حکم دیا۔ تاریخ دان ابن جریر طبری لکھتے ہیں، کہ خلیفہ الامین کو ہیجڑوں سے بہت رغبت تھی۔ ان سے قوم لوط کے عمل کا مرتکب ہوتا تھا۔ اس نے اپنے محل میں سینکڑوں خوبصورت خواجہ سرا بھاری رقوم دے کر جمع کئے ہوئے تھے، اور ہر وقت اُن کی طرف متوجہ رہتا تھا۔ علاوہ ازیں کھیل تماشا دکھانے اور بازی گروں کو بھی جمع رکھتا تھا۔ خلیفہ مامون الرشید کے بارے میں ہماری تاریخ میں یہ پڑھایا جاتا ہے، کہ وہ بڑا حلیم متحمل مزاج اور بُردبار انسان تھا۔ لیکن تحقیق کرنے سے یہ دعوٰی بھی غلط ثابت ہوئے ہیں۔ اس نے خلق قُرآن کے مسلئے پر اُس وقت کے جید علما پر بے پناہ تشدد کیئے تھے۔ امام احمد بن حنبل نے خلیفہ کے موقف کو تسلیم کرنے سے انکار کیا تو اُنھیں اذیتیں دی گئیں۔ روایت ہے کہ اپنے وزیر فضل بن سہل کو سیاسی، مصلحتوں کے تحت قتل کروادیا اس کے بعد اسکے قتل کرنے والوں کو بھی قتل کروادیا۔ جب ان لوگوں کو خلیفہ مامون کے حکم پر قتل کیا جانے لگا، تو اُنھوں نے کہا حضور آپ ہی نے تو ہمیں فضل بن سہل کے قتل کا کہا تھا، اب آپ ہمیں قتل کروا رہے ہیں۔ خلیفہ مامون نے جواب دیا۔ میں تمہیں اس لیے قتل کرا رہا ہوں کہ تمہیں اس قتل کا اعتراف ہے اور مجھے نہیں۔ علی بن موسیٰ رضا کو انگوروں میں زہر ملا کر کھلایا وہ بھی جان سے گئے۔ خلیفہ معتصم باللہ مکمل ان پڑھ ہونے کے باوجود، قُرآن کے پیچیدہ فکری مسلئے پر علما سے اُلجھتا رہتا۔ ذہنیت قاتلانہ تھی معمولی سی بات پر لوگوں کو قتل کرادیتا تھا۔ علما کی بڑی تعداد کو صرف اس لیے

اذیتیں دے کر موت کے گھاٹ اُتارا کہ وہ خلق قُرآن کے مسلئے پر سرکاری موقف سے متفق نہ تھے۔ خوبصورت غلاموں کو خریدنے کو شوقین تھا۔ وسط ایشیا سے اتنے غلام خریدے جاتے کہ بغداد کے شہری ان کے ہاتھوں عاجز آ گئے۔ ان غلاموں کو خوب سجا کر شہر میں چھوڑا جاتا اور وہ لوگوں کو ستاتے تھے۔ لوگوں کے گھروں میں گھس جاتے عورتوں سے دست درازی کرتے، یہاں تک کہ بغداد کے لوگوں نے سر عام خلیفہ کو بد دعائیں دینا شروع کر دیں۔ جب خلیفہ معتصم باللہ مرنے لگا تو ایک کشتی میں سوار ہوا اور گویئے کو کہا وہ گانا گائے اور گاتا رہے، اور خلیفہ معتصم سنتا رہا۔ گویا کہ آخری وقت میں بھی رقص و سرور میں کھویا رہا۔ خلیفہ واثق کا دور بھی علما کیلئے سخت ابتلا کا دور تھا۔ اس کے وزیر ابن زیات نے علما کو اذیت دینے کیلئے ایک آہنی تنور بنایا تھا، جس کے اندر کیل لگے تھے۔ جب وہ خود زیر عتاب آیا تو اپنے بنائے ہوئے تنور میں اُسے ڈالا گیا۔ خلیفہ جعفر متوکل نے امام حسین کی قبر پر ہل چلوادیا تھا۔ روایت ہے کہ اس کے فرزند منتصر نے اپنے باپ کو اُس وقت ہلاک کیا جب وہ مئے نوشی میں مصروف تھا۔ خلیفہ متوکل کے دور میں عجیب وغریب واقعات پیش آئے شہر حلاط کے باشندوں نے آسمان سے ایک چیخ کی آواز سُنی جس کی ہیبت میں ہزاروں افراد مر گئے۔ مصر کے ایک علاقے میں آسمان سے بھاری پتھر برسے۔ یمن میں ایک پہاڑ نے اس طرح حرکت کی کہ لوگوں کے کھیت ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ گئے۔ شہر حلب (شام) میں ایک عجیب وغریب سفید پروں والا پرندہ فضا میں نمودار ہوا اور انسانوں کی بولی میں پکار کر کہا لوگو: اللہ سے ڈرو پرندے نے چالیس بار یہ صدا لگائی اس کے بعد غائب ہو گیا۔ خلیفہ متوکل کی عیش پسندی کی یہ کیفیت تھی کہ اس کے حرم میں چار ہزار لونڈیاں اور کنیزیں جمع تھیں۔ خلیفہ المنتصر باللہ کے بارے میں اتنا ہی کافی ہے، اس نے تخت وتاج کی خاطر اپنے باپ کا قتل کر دیا تھا، اور وہ خود چھ ماہ تک ہی حکمران رہا اور مر گیا۔ قصہ مختصر یہ ہے کہ تاریخ کے طالبعلم یہ سوچنے میں برحق ہیں، کہ کاش ان اسلامی حکمرانوں نے اپنی عادتوں اور خواہشوں پر قابو پالیا ہوتا تو آج مسلم دُنیا کی تاریخ مختلف ہوتی۔ ہمارے ہاں جو طالبان یا ان جیسے گروپ جو کچھ کر رہے ہیں، جو اُن کے ارادے ہیں یا عراق شام لیبیا میں اسلامی انقلابی گروپوں نے جو محشر برپا کر رکھا ہے۔ یہ سب بنو اُمیہ اور بنو عباس کی اُلجھی ہوئی کڑیاں ہیں۔ جو بیج بوئے گئے ہیں اُنہی سے نکیلئے زہریلے پودے نکل رہے ہیں اور نکلتے جائیں گے۔ مذہبی تعاصب کی زمین پھر سے تیار ہے، زہریلے جنگل کی پروش کیلئے۔ طالبان، داعش، حزب اللہ، النصر، خراسانی، حزب المجاہدین، وغیرہ وغیرہ تیاریوں میں ہیں، بنو اُمیہ اور بنو عباس کے نئے سیزنوں کیلئے۔ اور ایک نیا ہلاکو خان (چین) بھی تیاری میں ہے، جس کے ہاں مذہب شجرہ ممنوعہ ہے۔ اُسے معلوم ہے غلام قوموں کو زیادہ دیر تک آزادی راس نہیں آسکتی۔

وسلام سفیر